احمد سعدی: حیات اور ادبی کارنامے

محمد شفیق الحسن شہاب*

[Ahmed Saadi is a famous Bangla-loving Urdu poet of Bangladesh. Dreamed of disseminating knowledge of Bengali literature to the vast Urdu-speaking community of the subcontinent. Saadi earned name and fame by translating about 250 Bengali novels, stories and about 300 poems of noted Bengali litterateurs in Urdu. He also translates selected poems of Kazi Nazrul Islam.

Saadi translated in Urdu the literary works of the leading contemporary poets and writers of Bangladesh such as Alauddin al Azad, Abdul Gaffar Chowdhury, Fazal Shahabuddin, Shawkat Osman and Syed Shamsul Huq. He also translated into Urdu the seminal Manik Bandopadhay novel *Ek Raat* for serial publication in the then Urdu weekly Nizam, published from Mumbai, as far back as 1945. Saadi translated both the volumes of Bimol Mitra's famous novel *Kori Diye Kinlam* in mid-sixties. Its Urdu title is *Kouri Ke Mol*. However, many of his literary works were lost during the Liberation War of Bangladesh. Saadi's own fiction comes through *Mitti Ki Khushbu* and *Dude Cheragh Mehfil*. His plays *Sirajuddoula* and *Tipu Sultan* earned reputation.

---

*شعبۂ اردو، ڈھاکہ یونیورسٹی

Saadi's greatest contribution to Bengali literature is that he translated selected poems of Kazi Nazrul Islam into Urdu. Nazrul Institute of Dhaka compiled Saadi's Urdu translated poems of Kazi Nazrul Islam in Urdu entitled *Kazi Nazrul Islam Ki Muntakhab Nazme O Geet* (Poems and Songs of Kazi Nazrul Islam) in 2006. His collection of Urdu poems *Tez Hawa ka Mausam* could not be published.

Ahmed Saadi, in his capacity as president of Manzil-e-Adab, an organization of Bangladeshi Urdu poets and writers, had close association with many notable Bangladeshi poets. He also maintained literary links with renowned Indian and Pakistani Urdu poets, namely, Nishatul Iman, Masum Sharki, Jagannath Azad, Foyez Ahmed, Ahmed Seraj, Nadim Kadmi and others. He died on 19 November 1999 in Sayedpur.]

آؤ کہ مل کے بانٹ لیں غم ہائے کائنات
اک دل تمہارے پاس ہے اک دل ہمارے پاس[1]

احمد سعدی ایک سنجیدہ افسانہ نویس ممتاز مترجم اور شاعر کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ لیکن برصغیر میں پہلے پہل ان کی شناخت کا باعث ترجمہ نگاری ہے۔ وہ ایک باشعور مترجم تھے جن کا شمار برصغیر کے ان سیماب صفت ادیبوں میں ہوتا ہے جو کسی ایک صنف اظہار کو اپنا کر ساری عمر نہیں گزار دیتے بلکہ مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کرتے رہتے ہیں۔

احمد سعدی نے بنگلہ ادب کو اردو زبان میں منتقل کر کے اپنی صلاحیت اور قابلیت کا لوہا منوالیا

ہے۔انہوں نے تقریبا ۲۵۰ / بنگالی افسانوں[۲] اور تقریبا ۳۰۰ سے زائد بنگلہ نظموں کے تراجم کئے ہیں۔[۳]

انہوں نے بہت سے بنگلہ ناولوں کا بھی ترجمہ کیا ہے۔علاوہ ازیں احمد سعدی نے تقریبا ۲۰۰ طبع زاد افسانے لکھے ہیں۔ان کی طبع زاد نظموں اور غزلوں کی تعداد بھی کم وبیش ۲۰۰ / ہیں[۴]۔انہوں نے متعدد بنگالی اسٹیج

ڈراموں اور ناولوں کا بھی ترجمہ کیا ہے۔احمد سعدی بنگلہ اور بنگلہ دیش سے گہری محبت رکھتے تھے۔بنگلہ ادب کے انمول ذخیرہ کو عالمگیر پیمانے میں اردو والوں کے پاس پہنچانا ان کا دیرینہ خواب تھا۔

گم نام اور شہرت ناپسندیہ عظیم بنگلہ دیشی اردو ادیب صوبہ بہار مونگیر کے حالیہ بیگوسرائے بڑی بلیا کے ایک متوسط سید گھرانے میں ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند کے بعد نامساعد حالات سے مجبور ہو کر احمد سعدی اپنے اہل وعیال کے ساتھ ۱۹۵۰ء میں بنگلہ دیش،سابق مشرقی پاکستان چلے آئے اور سید پور میں رہائش اختیار کی۔ان کے والد کا نام قدرت عالی سعدی اور والدہ کا نام حدیث فاطمہ تھا[۵]۔

احمد سعدی نے انگریزی زبان وادب پر کلکتہ یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔پھر وہ ملازمت کے سلسلے میں پانچ سال تک فوجی محکمہ سگنل کور اور محکمہ ڈاک وتار کلکتہ سے وابستہ رہے۔بنگلہ دیش ہجرت کرنے کے بعد انہوں نے ریلوے میں عارضی ملازمت لی[۶]۔مغربی پاکستان کے صنعتی اداروں میں سابق مشرقی

پاکستان میں نمائندگی کی اور کچھ دنوں تک فلمی دنیا سے منسلک رہے۔بقول پروفیسر کنیز بتول۔

"احمد سعدی ملازمت کے سلسلے میں پانچ سال تک فوجی محکمہ سگنل کور کلکتہ اور محکمہ ڈاک وتار کلکتہ سے وابستہ رہے ۱۹۵۰ء میں نامساعد حالات سے مجبور ہو کر سابق مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) چلے آئے اور سید پور میں رہایش اختیار کی۔۔۔قیام بنگلہ دیش کے بعد بین الاقوامی ریڈ کراس اور ایک امریکی رفاہی ادارہ سے وابستہ رہے۔ ۱۹ نومبر ۱۹۹۹ء کو اپنی رہائش گاہ محلہ نیا بابو پاڑہ سید پور (بنگلہ دیش) میں داعئ اجل کو

لبیک کہا۔ اور سید پور کے قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے [۷]۔"

سعدی ایک باشعور مترجم تھے۔ اردو اور انگریزی زبان میں بھی ماہر تھے۔ انہوں نے بنگلہ زبان بنگال کی آب و ہوا اور مزاج سے پوری طرح واقف تھے۔ وہ بنگلہ ادب کی حقیقت اور لہجہ سے گہری آشنائی رکھتے تھے۔ ان میں بنگلہ زبان کے نعم البدل اردو الفاظ پیش کرنے کی بھرپور صلاحیت تھی جس کی وجہ سے ان کے ترجموں میں اصل کا تصور ہوتا ہے۔

تصنیفات میں احمد سعدی کی ابتداء تقسیم ہند سے پہلے ہی ہوئی تھی۔ افسانہ نویسی کا آغاز انہوں نے بچوں کی کہانیوں سے کیا۔ دہلی کے ماہنامہ "قوم" میں بچوں کے صفحات میں ان کی کہانیاں شائع ہوتی تھیں۔ ۱۹۴۵ء کو کولکاتا سے شائع شدہ "جدید" میں ان کا افسانہ "شریک حیات" شائع ہوا۔ اسی سال ممبئی سے شائع شدہ ہفتہ وار "نظام" میں سعدی کا ترجمہ کیا ہوا مانیک بندھوں پدھایہ کا ناول "ایک رات" قسط وار شائع ہوا۔ وہی آغاز تھا۔ اس کے بعد احمد سعدی حتی الموت لگاتار لکھتے رہے [۸]۔ بنگلہ دیش کے مشہور

انگریزی روزنامہ ڈیلی اسٹار میں شائع ہوا۔

> Nasiruddin Fahmi, an Urdu poet living in Saidpur, notes that Ahmed Saadi translated into Urdu the seminal Manik Bandopadhay novel Ek Raat for serial publication in the then Urdu weekly Nizam, published from Mumbai, as far back as 1945.[۹]

افسانہ نگار کی حیثیت سے احمد سعدی نے تقریباً دو سو افسانے لکھے ہیں اور تین سو سے زائد بنگلہ افسانے ترجمہ کئے ہیں۔ جن میں مشہور بنگالی افسانہ نگار سید والی اللہ، ابوالکلام شمس الدین، شہید اللہ قیصر، شوکت عثمان، حسن حفیظ الرحمٰن، شوکت علی، جیوتی پرکاش دتّ، ہمایون قادر، ابورشد، شاہد علی، مبین الدین احمد، ثریا چودھری، عبدالشکور، شانتو نو قیصر وغیرہ شامل ہیں [۱۰]۔

مغربی بنگال کے چند نامور افسانہ نگار بیبھوتی بھوشن بندھو پدھایہ، بونو پھول، پریمیند رمترا،

مانک بندھو پدھایہ، پروبودھ کو مارسنال، نرندرناتھن مترا، سوبودھ گھوش، بیمل مترا، رماپد چودھری وغیرہ کے افسانے بھی احمد سعدی نے ترجمہ کئے ہیں[۱۱]۔

ان کے طبعزاد افسانوں کا دو مجموعہ شاہکار پبلیکیشن ڈھاکہ نے شائع کیا۔ پہلا مجموعہ تھا "دود چراغ محفل" جولیتھو آرٹ پریس ڈھاکا بنگلا دیش سے ۱۹۸۳ء میں مشہور بنگلہ دیشی افسانہ نگار س۔م۔ساجد کے ساتھ مشترکہ مجموعہ کے طور پر شائع ہوا جس میں احمد سعدی کے چھ اور س۔م۔ساجد کے چھ افسانے شامل تھے۔ دوسرا مجموعہ "مٹی کی خوشبو" س۔م۔ساجد کے زیر اہتمام جنتا پرنٹنگ پریس سے ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔ یہ احمد سعدی کے ۹ افسانوں کا مجموعہ ہے[۱۲]۔ علاوہ ازیں "خوبصورت پنکھ والا پرندہ، پتھر کی آگ، آدھی رات کا سورج یہ تین افسانوی مجموعہ غیر مطبوعہ ہیں۔ "جرم وسزا" نام سے ایک افسانہ سید پور مرکز تخلیق ادب کی طرف سے دسمبر ۱۹۸۸ء میں نشر کیا گیا جو ادبی دستاویز "انتخاب" میں شائع ہوا جس کی مجلس مشاورت میں سعدی بھی شامل تھے[۱۳]۔ ان کی پہلی کہانی "شریک حیات" ۱۹۴۵ء میں ماہنامہ "جدید اردو" کلکتہ میں چھپی۔ بنگلہ افسانے کا پہلا ترجمہ مانک بندو پدھائے کا افسانہ "رات" جولائی ۱۹۴۵ء میں ہفتہ وار "نظام" ممبئی میں شائع ہوا تھا۔ ۱۹۴۸ء میں ان کی ادارت میں کلکتہ سے "ارمغان" شائع ہوا۔ جو نا مساعد حالات کی بنا پر چار شمارے کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۵۴ء میں ان کی ادارت میں ماہنامہ "رباب" کے دو شمارے سید پور سے شائع ہوئے۔ مشہور اردو ادیب اور شاعر احمد الیاس لکھتے ہیں۔

He also brought out a litarary magazine "Rubab" from Syedpur in1964.[۱۴]

مغربی بنگال اردو اکادیمی کولکاتا کے ادبی سہ ماہی "روح ادب" میں احمد سعدی کے بہت سارے افسانے شائع ہوئے ہیں۔ ایک افسانہ "اندھیرے اجالے" شمارہ ۳۴/اکتوبر تا مارچ ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا، "پیار کا بوجھ" نام سے ایک افسانہ شمارہ ۴۳/جنوری تا جون ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔ بشیر الہلال کے بنگلہ افسانہ کا ترجمہ "شراب کی بوتل" نام سے شمارہ ۳۷/جنوری تا جون ۱۹۹۴ء میں۔ نور احمد صدیقی کے بنگلہ

افسانہ کا ترجمہ "فاصلے" نام سے شمارہ ۳۵ر اپریل تا ستمبر ۱۹۹۳ء میں اور "نئے پانی کی آواز" نام سے سلینہ حسین کے بنگلہ افسانہ کا اردو ترجمہ شمارہ ۳۲۔۳۱ر اکتوبر تا مارچ ۱۹۹۶ء۔۹۱ میں شائع ہوا[۱۵]۔

"مٹی کی خوشبو" میں پہلا آدمی، درد کا رشتہ، تیسرا دن، شب گزیدہ بے زبان، پاگل ہاتھی، بے گھر، چہرہ، مٹی کی خوشبو وغیرہ افسانے مشتمل ہیں۔مٹی کی خوشبو مجموعہ کا پہلا افسانہ "پہلا آدمی" سعدی صاحب کا ایک مشہور افسانہ ہے۔جس میں ریاست کے انتخاب میں بدعنوانی،عملوں کی لاپرواہی اور قانون کی بدچلنی پر روشنی ڈالی گئی۔ساتھ ساتھ ضابطہ پرستی کے سامنے ریاست کی بے چارگی قصہ علی بابا اور چالیس چور کی کہانی کا سایہ جدید دور کے تناظر میں پیش کیا ہے۔آسان وسلیس الفاظ اور روزمرہ زبان کے استعمال سے احمد سعدی نے بخوبی دل کی باتیں ظاہر کی ہیں۔انکی زبان مترنم اور شائستہ ہے۔جیسے ایک مثال دیکھیئے۔

"عالی جاہ! نہ تو آپ کی کرسیوں میں سوئیاں ہیں۔نہ بستر میں کانٹے۔نہ کھانے کا ذائقہ خراب ہے اور نہ ہی فرش پر انگارے[۱۶]"

کلام سعدی کا موضوع سماج اور ہمارے آس پاس کے واقعات تھے۔وہ اپنے قلم اور سیدھی سادی باتوں سے سماج کے مختلف بدعنوانی، بے آہنگی اور ترقیات پر روشنی ڈالتے ہیں۔"بے گھر" افسانہ میں ۱۹۷۱ء کی جنگ آزادی میں خواتین جن کی عصمت دری ہوئی ہے اور سماج کے مظلوم شرمسار نسواں کی بے چارگی کی حقیقت منظر عام پر لائی گئی۔سائرہ ایک دیہاتی نوجوان مجاہد آزادی کی ہونے والی بیوی تھی۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ آزادی نے اس کی تمام خوشی کے تصورات کو تباہ کر دیا۔ایک رات پاک فوجیوں نے سائرہ کو اپنے ساتھ اٹھالیا۔تین دن بعد اسکو کھیت میں بے ہوش خاک وخون آلود پایا گیا۔اسکے بعد ہی شروع ہو گئی زندگی کی ٹریجڈی۔سماج اور گھر سے اس کو نکال دیا گیا۔اخر اس کو پناہ ملی چکلہ میں۔احمد سعدی نے سائرہ اور رحمت ان دو کرداروں کے ذریعے طوائف جن کو معاشرے میں سب سے ناگوار اور نفرت انگیز سمجھا جاتا ہے حقیقت کے ظالمانہ ڈنکے میں ان کی شرافت، محبت اور خواب زندگی سے دوچار ہونے کی شبیہہ

کامیابی کے ساتھ پیش کی ہے۔ایک عورت ہونے کے ناتے گھر، بچہ اور شوہر کا تصور اسکے دل و دماغ میں ہوتا ہے۔جس کی وجہ سے کسی کے جھوٹے وعدہ پر بھی اس کو شوہر بنانے کے لئے اور اس کے گھر کو اپنانے کی خواہش سے اس کا دل ہر دم تڑپتا ہے۔لیکن پھر بھی اس کی جگہ وہی چکلہ ہی ہوتی ہے۔سماج میں اس کی کوئی جگہ نہیں۔احمد سعدی نے اپنی کہانی میں سماج کی اسی پستی پر روشنی ڈالی۔خاص طور پر، یہ افسانہ معاشرے کو بالواسطہ یاد دلاتا ہے کہ طوائفوں کو عام زندگی میں واپس آنے کا حق حاصل ہے۔سائرہ کا یہ مقولہ دل دہلا دینے والا ہے۔

> "میں یہ بھول گئی تھی کہ میں ایک طوائف ہوں اور ایک طوائف کے لئے چکلہ سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں ہو سکتی، اس سپاہی کے دو بڑے بھائی جو اپنے چھوٹے بھائی کی زندگی سنوارنا چاہتے تھے، وہ دونوں اسی بند کمرے میں میرے ساتھ اپنی عاقبت خراب کر چکے تھے، میں سوچتی ہوں جس طرح ان لوگوں نے مجھے پیٹا تھا، میرے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا تھا، اگر میں چکلہ میں ہوتی تو ہر گز نہ کر سکتے تھے۔میرا جرم صرف اتنا تھا کہ میں نے شرافت کی زندگی گزارنی چاہی تھی۔اگر یہ بات میں وہاں لوگوں سے کہتی تو کوئی بھی میرے باتوں کا یقین نہ کرتا، کیونکہ میں ایک طوائف ہوں [۱۷] "

"مٹی کی خوشبو" افسانہ غریب کسانوں کے وطن و مٹی سے محبت اور طاقتور ظالم کے مقابلے میں ضعیف کی جدوجہد کی منظر کشی ہے۔یہ مناظر بنگلہ دیش کی جنگ آزادی سے جاملا ہے۔چند جملے مندرجہ ذیل ہیں۔

> "بوڑھے کی آنکھوں میں انجانے خوف کی پرچھائیاں ابھر آئیں۔اس کے پاؤں دھیرے دھیرے تھرتھرانے لگے اور وہ دھپ سے زمین پر بیٹھ گیا۔اے لڑکی!۔بڑی بڑی مونچھوں والے نے لڑکی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ادھر آؤ۔۔۔میرے ساتھ

دوسرے کمرہ میں چلو۔اس کا لہجہ تحکمانہ تھا۔اسے دوسرے کمرہ میں کیوں لیجا رہے ہو؟ بوڑھے نے احتجاج کیا۔تمہیں جو کچھ پوچھنا ہے میرے سامنے پوچھو۔تم چپ رہو۔لمبی ناک والے نے بوڑھے کے سینے پر رائفل کے کندے سے ٹھوکا دیا۔۔۔بڑی بڑی مونچھوں والے کے ساتھ جب لڑکی دوسرے کمرہ میں چلی گئی اور دروازہ اندر سے بند ہوگیا تو دونوں سائے اپنی اپنی رائفل لئے ہوئے جھونپڑی سے باہر نکل آئے اور جھونپڑی کے سامنے پہرہ دینے لگے۔بوڑھے کے لئے وہ رات قیامت سے کم نہ تھی [18] "

احمد سعدی کی تحریر میں فلسفیانہ انداز گہرے طور پر رونما ہوتا ہے۔جیسے۔

"میں جانتا ہوں، روپے کے عوض جسم تو مل سکتا ہے لیکن روح خریدی نہیں جا سکتی۔وہ کہتا گیا۔اگر جسم کے ساتھ روح نہ ہو تو زندہ جسم بھی مردوں کے برابر ہوتا ہے "[19]

سعدی نے متعدد بنگالی سٹیج ڈراموں اور ناول کا بھی ترجمہ کیا ہے۔جن میں علاالدین الآزاد کا ناول کرنا فلی، جاڑے کی آخری رات، بہار کا پہلا دن یہ مطبوع ہو چکے ہیں۔اور بمل مترا کا ناول " کوڑیوں کے مول" ظہیر ریحان کا ناول "موسم بہار" اور "ہزار سال کی کہانی" عبدالغفار چودھری کا ناول" آخری رات کا چاند" اور "اجنبی شہر" سچین سین گپتا کا اسٹیج ڈرامہ " سراج الدولہ " اور مہندر گپتا کا ڈرامہ "ٹیپو سلطان" علاوہ ازیں نورالمومن، منیر چودھری وغیرہ کے ڈرامے بھی ترجمہ کئے لیکن تمام مسودے ابھی غیر مطبوعہ ہیں" [20]۔

احمد سعدی اگر چہ بنیادی طور پر افسانہ نگار تھے۔لیکن ان کے ادبی ذوق وشوق نے انہیں شعرو شاعری کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی۔ان کا شعری سفر ترقی پسندانہ ہے۔طرز نگارش سادہ اور دلچسپ ہے۔افسانے کی طرح شاعری میں بھی انہوں نے اپنی زندگی میں پیش آنے والے واقعات اور عصری حالات کی ترجمانی کرنے کی کوشش کی۔مثال کے طور پر انکی نظم " وہ لوگ بڑے ہی مخلص تھے " سے چند

اشعار ملاحظہ ہو۔

کچھ دیر محفل گرم رہی
کچھ دیر دریا بہتا رہا
پھر شعر کی محفل ختم ہوئی
پھر پیار کا دریا تھم سا گیا
جب ان سے بچھڑ کر آنے لگا
وہ لوگ بہت رنجیدہ تھے[۲۱]۔

کولکاتا سے شائع شدہ "روح ادب" میں ان کے بہت سارے اشعار شائع ہوئے ہیں۔شمارہ نمبر۵۵۔۵۴،سنہ اشاعت جولائی تا ستمبر ۱۹۹۹ میں غزل "خواہشوں کی موت پر روتی رہی "اور " یہ آرزو تھی کہ کبھی ان سے گفتگو کرتے "۔شمارہ نمبر۵۰۔۴۹،سنہ اشاعت اپریل تا ستمبر ۱۹۹۸ میں غزل "اڑا کے لے گیا طوفان گھر پرانے سب "اور " قربتوں کے درمیاں بھی دوریاں کچھ کم نہ تھیں "۔شمارہ نمبر۱۔۱۵،سنہ اشاعت اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۷ میں نظم " بند دریچے کھلے تو دیکھا" وغیرہ شائع ہوئے ہیں[۲۲]۔

سعدی نے فضل شہاب الدین کی بنگلا نظموں کا ترجمہ "زخم زخم نغمہ " کے عنوان سے کیا۔اس کے سرِ ورق پر اپنے ترجمہ کے بارے میں خود ہی رائے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں نے اس مجموعہ میں فضل شہاب الدین کی ان چند نمائندہ نظموں کو یکجا کر دیا ہے۔ جو رومانی تخلیقی اور فکری پس منظر میں لکھی گئی ہیں۔اور جن کے مطالعہ سے اردو قارئین کو بنگلا میں بنگالی شاعری کے مزاج اور ارتقائی مدارج کو سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی۔ کسی ادب کو دوسری زبان میں منتقل کرنا بہت مشکل کام ہے۔خاص کر شعری ادب تو اور بھی مشکل کام ہے۔اس کام کے لئے فنی مہارت اور فکری بصیرت لازمی ہے۔ میں نے ان نظموں کو ان کے صحیح خد و خال اور فکری آہنگ کے ساتھ اردو میں منتقل کرنے کی سعی کی[۲۳]"

فضل شہاب الدین کی نظم "بھالو باشا" کا ترجمہ انہوں نے "محبت" کے نام سے کیا۔ چند اشعار بطور مثال ملاحظہ ہوں:

محبت نام ہے آہستہ آہستہ خود اپنی موت کی جانب قدم آگے بڑھانے کا
محبت جو نہ کی تم نے تو یہ سمجھو رہائی پا گئے ہو تم
محبت تو فنا ہونے کو کہتے ہیں
فنا جو تیز بھی ہے، تند خو بھی ہے
فنا تکمیل ہستی ہے
فنا تکمیل خواہش ہے
فنا موسوم ہیبت ہے [۲۴]

بنگلہ دیش کے قومی شاعر قاضی نذر الاسلام کی ۳۳ منتخب نظمیں اور گیت کو احمد سعدی نے اردو میں ترجمہ کیا جس کو نذرل انسٹیٹیوٹ ڈھاکہ نے "قاضی نذر الاسلام: منتخب نظمیں اور گیت" نام سے مستقل کتاب کی حیثیت سے شائع کیا ہے۔ جس کی طبع اول اگست ۲۰۰۶ میں ہوئی۔ اس بارے میں انگریزی اخبار ڈیلی اسٹار میں لکھا گیا ہے۔

> Saadi's greatest contribution to Bengali literature is that he translated selected poems of Kazi Nazrul Islam into Urdu. These include Bidrohi (in Urdu it is Baghi), Madhya Rater Bedona (Aadhi Rat Ki Dard), Chol Chol Chol (Chal Chal Chal), Sagar Parer Meye (Daria Paar ki Larki), Bhorer Gaan (Sube Ki Nagma) and others. Nazrul Institute of Dhaka compiled Saadi's Urdu translated poems of Kazi Nazrul Islam in Urdu entitled Kazi Nazrul Islam Ki Muntakhab Nazme O Geet (Poems and Songs of Kazi Nazrul Islam) in 2006. [۲۵]

اس کتاب کا مسودہ سعدی نے جمع کیا تھا لیکن بدنصیبی سے تاخیر ہو کر ان کی وفات کے بعد شائع

ہوا۔اس مجموعہ میں باغی، امید، پیش رو، تمنا، آرزو، تحریر، طفل مدام، دم رخصت، گم شدہ راہ وغیرہ نظمیں ہیں۔قاضی نذرالاسلام کی مشہور نظم "ویدروھی" کے چند مصرعے یہ ہیں۔

বল বীর

বল উন্নত মম শির!

শির নেহারি আমারি নতশির ঐ শিখর হিমাদ্রির!

سعدی نے ان مصرعوں کا ترجمہ اسطرح کیا۔

کہہ دے تو اے بہادر

کہہ دے میں سربلند ہوں

میں سربلند اتنا کہ سرنگو ہمالہ بھی میرے سامنے ہے

ان مصرعوں کا ترجمہ اثر لکھنوی نے یوں کیا۔

جواں مرد کہہ دے میں ہوں سربلند

تناور، تنومند، اتنا بلند

کہ قدکش ہمالہ مرے سامنے

سوالک کے مانند ہے سرنگوں [۲۶]

مذکورہ دونوں تراجم میں سعدی کا ترجمہ ہی زیادہ عام فہم، سلیس اور بنگلہ الفاظ کے نعم البدل ہیں۔علاوہ ازیں سعدی نے سیکڑوں اشعار اردو میں منتقل کئے ہیں۔اپنی زندگی میں سعدی منزل ادب کے پریسیڈنٹ، انجمن ادب کے کارکن اور مرکز تخلیق ادب کے سربراہ رہے۔پاک اور ہند کے بہت سارے نامور شخصیت کے ساتھ ان کا حسن سلوک تھا۔ڈیلی سن اخبار میں لکھا گیا۔

During his lifetime, Ahmed Saadi was the president of Manzil-e-Adab, an organisation of Bangladeshi Urdu poets and writers. He had close

associations with renowned Bangladeshi poets. He maintained liaison with renowned Indian and Pakistani Urdu poets, such as, Nishatul Iman, Masum Sharki, Jagannath Azad, Foyez Ahmed, Ahmed Seraj, Nadim Kadri and others.2

احمد سعدی اپنے تراجم کے حوالے سے بنگلہ دیش کے نامور مترجم کہلانے کے مستحق ہیں۔انہوں نے بنگلہ ادب کے خیر خواہ کے طور پر بنگلہ ادب کو برصغیر میں عام طور پر پھیلانے کے لئے اسے اردو میں منتقل کیا۔۱۹ نومبر ۱۹۹۹ کو اپنی رہائش گاہ محلّہ نیا بابو پاڑہ سید پور (بنگلہ دیش) میں بنگلہ دیش میں اردو ترجمہ نگاری کے اس روشن ستارہ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔اور سید پور کے قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔

حوالہ جات

۱۔ ۳ جون ۲۰۲۰ میں سید پور کے مشہور اردو ادیب جناب اشرف الحق بابو سے خصوصی گوشہ میں سنا ہوا سعدی کا ایک مشہور مصرع

2. A Brief Profile of Urdu Poets of Bangladesh, Ahmed Ilias, Bangla Urdu Sahitya Foram, Dhaka, September 2020, P: 28

۳۔نیل فماری ضلرا تیہاس وو تیجو ،حفیظ الرحمٰن حفیظ ،نوروز ساہتیہ سمبھار، ڈھاکہ ،جنوری ۲۰۱۹، ص ۱۷۰

۴۔ مٹی کی خوشبو، احمد سعدی، س م ساجد، شاہکار پبلیکیشن ،ڈھاکہ، ۱۹۸۹، ص ۵

۵۔ نیل فماری ضلرا تیہاس وو تیجو ،حفیظ الرحمٰن حفیظ ،نوروز ساہتیہ سمبھار، ڈھاکہ ،جنوری ۲۰۱۹، ص ۱۷۰

۶۔قاضی نذر الاسلام منتخب نظمیں اور گیت، احمد سعدی، رشید النبی، نذرل انسٹیٹیوٹ، ڈھاکہ، اگست ۲۰۰۶، ص ۲۸

۷۔ایضاً

۸۔بنگلہ دیشر اندولن سنگرامے اردو بھاشی جونو گوشٹھی ،محمد اشرف الحق بابو، شمس الحق فاونڈیشن، سید پور، ۷ مارچ ۲۰۱۷، ص ۲۲

۹ - The Daily Star, 26 June 2020, Ahmed Saadi: Bangladesh's Urdu poet, E.A.M Asaduzzaman

۱۰۔ بنگلہ دیشر اندولن سنگرامے اردو بھاشی جونو گوشٹھی ، محمد اشرف الحق بابو، شمس الحق فاونڈیشن، سید پور، ۷ مارچ ۲۰۱۷ء، ص ۲۲
۱۱۔ نیل فماری ضلع اتیہاس وو ئیتیجو ، حفیظ الرحمٰن حفیظ ،نوروز ساہتیہ سبھار، ڈھاکہ، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۷۰
۱۲۔ مٹی کی خوشبو، احمد سعدی، س م ساجد، شاہکار پبلیکیشن ، ڈھاکہ، ۱۹۸۹ء، ص ۵
۱۳۔ انتخاب، مرکز تخلیق ادب، سید پور، بنگلہ دیش، مدیر ذاکر عزیزی، اشاعت خاص نمبر ۵، دسمبر ۱۹۸۸ء
۱۴۔ A Brief Profile of Urdu Poets of Bangladesh, Ahmed Ilias, Bangla Urdu Sahitya Foram, Dhaka, September 2020, P: 28
۱۵۔ اشاریہ روح ادب، بلقیس بیگم، دی گلوزی آرٹ پریس کولکاتا، ۲۰۰۴ء
۱۶۔ مٹی کی خوشبو، احمد سعدی، س م ساجد، شاہکار پبلیکیشن ، ڈھاکہ، ۱۹۸۹ء، ص ۸۱
۱۷۔ ایضاً ص ۱۳۹
۱۸۔ یضاً ص ۱۲۰
۱۹۔ ایضاً ص ۱۳۳
۲۰۔ بنگلہ دیشر اندولن سنگرامے اردو بھاشی جونو گوشٹھی ، محمد اشرف الحق بابو، شمس الحق فاونڈیشن، سید پور، ۷ مارچ ۲۰۱۷ء، ص ۲۲
۲۱۔ ۱۳ نومبر ۲۰۱۹ء میں ڈھاکہ کے مشہور اردو ادیب اور شاعر جناب شمیم زمانوی سے خصوصی گوشہ میں سنا ہوا
۲۲۔ اشاریہ روح ادب، بلقیس بیگم، دی گلوزی آرٹ پریس کولکاتا، ۲۰۰۴ء
۲۳۔ زخم زخم نغمہ، احمد سعدی، انجمن ادب بنگلہ دیش، باراول فروری ۱۹۸۰ء، ص سرورق
۲۴۔ ایضاً ص ۲۲
۲۵ The Daily Star, 26 June 2020, Ahmed Saadi: Bangladesh's Urdu poet, E. A. M Asaduzzaman
۲۶۔ صدائے زنداں، پروفیسر اسد الزمان اسد، مغربی بنگال اردو اکاڈمی کولکاتا، باراول ۱۹۸۸ء، ص ۵۸
۲۷ The Daily Sun, 20 March, 2016, Ahmed Saadi: A Bangla-loving Urdu poet of Bangladesh, Topu